

علاء الدین خلجی اور رانی پدماوتی

تحریر: محمد فہد حارث

دوست نے بتایا کہ بھارت نے ہندوستان کے آٹھویں صدی ہجری کے خلجی حکمران علاء الدین خلجی کے راجھستان کے قلعہ چتوڑ پر حملے سے متعلق ایک فلم بنائی ہے جس میں کہانی نویس نے علاء الدین خلجی کو ایک وحشی اور ظالم حکمران کے طور پر دکھایا ہے جو کہ چتوڑ پر حملہ صرف وہاں کے راجہ رتن سین کی دوسری رانی پدماوتی کی خوبصورتی کا سن کر اس کو پانے کے لئے کرتا ہے۔ پہلی بات تو یہ یاد رہے کہ علاء الدین خلجی کا چتوڑ پر حملہ صرف اور صرف میواڑ کو دہلی سلطنت کا باج گزار بنانے کے لئے تھا۔ اس کے پیچھے کسی رانی کو پانے کا کوئی خواب یا مقصد کسی ہم عصر مورخ نے کبھی بیان نہیں کیا۔ جناب امیر خسرو جو کہ علاء الدین خلجی کے ساتھ اس لشکر میں شامل تھے جو کہ چتوڑ کا قلعہ فتح کرنے گیا تھا اور جنہوں نے چتوڑ پر حملے کی پوری داستان کو اپنی تصنیف خزان الفتح میں بیان کیا ہے، وہ چتوڑ پر حملے کی ایسی کوئی وجہ نہیں لکھتے۔

تاریخ فیروز شاہی کے مولف جناب ضیاء الدین برنی جو کہ چتوڑ کے محاصرے کے وقت جوان تھے، اپنی تاریخ میں علاء الدین خلجی کے چتوڑ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ علاء

الدين خلجى كے كو تو ال علاء المللك نے خلجى كو چتوڑ پر حملے كرنے كا مشورہ ديا تھا كيونكہ ميواڑ كى رياست نے علاء الدين خلجى كے خلاف بغاوت كرنے والوں كو پناہ دے ركھى تھى۔ ضياء الدين برنى رانى پدماوتى يا اس كى وجہ سے چتوڑ پر حملے كا كوئى ذكر نہيں كرتے۔ اسى طرح سے ايك اور مورخ عبد المللك عصامى جو كہ بہمنى سلطنت كا دربارى شاعر اور مورخ تھا اور چتوڑ كے محاصرے كے ۸ سال بعد پيدا ہوا تھا وہ بهى علاء الدين خلجى كے چتوڑ پر حملے كى وجہ باغيوں كے وہاں پناہ گزين ہونے كو قرار ديتا ہے۔ ياد رہے كہ مورخ ضياء الدين برنى اور عبد المللك عصامى دونوں خلجى خاندان كے حريف خاندانوں كے دلدادہ تھے، گویا ان كى گواہى دشمن كى گواہى قرار دى جاسكتى ہے سو اگر چتوڑ كے محاصرے ميں رانى پدماوتى كو پانے كا كوئى مقصد ہوتا تو يہ دونوں مورخين اس كو ضرور بڑھا چڑھا كر بيان كرتے۔ ان كا اس طور كى كسى وجہ كا ذكر نہ كرنا ہى اس بات كو ثابت كر ديتا ہے كہ علاء الدين كے چتوڑ پر حملے كى وجہ كوئى رانى نہيں، بلكہ يہ باغيوں كو پناہ دينے كى سزا اور ملك گيرى كى ايك مہم تھى۔

اب سوال يہ پيدا ہوتا ہے كہ رانى پدماوتى كا قصہ اس متعلق كيوں مشہور ہوا تو شكر ادا كيجئے بلھے شاہ اور ملك محمد جيسے صوفى شعراء كا جو كہ شاعرى كے نام پر دين اسلام ميں الحاد اور تاريخ كو مسخ كرنے كا كام بخوبى كر گزرے ہيں۔ رانى پدماوتى كى خيالى كهانى سب سے پہلے مغل بادشاہ بابر كے زمانے كے صوفى شاعر ملك محمد متوفى ۱۵۴۲ عيسوى نے چتوڑ قلعے كے محاصرے كے كوئى ۲۳

سال کے بعد اپنی نظم میں تحریر فرمائی۔ گویا ہیر رانجھا، لیلیٰ مجنوں کی طرز پر صوفی ملک محمد صاحب نے ایک دیومالائی کہانی تصنیف کی جس میں بیان کیا کہ علاء الدین خلجی کو رانی پدماوتی کے حسن کی بابت راجہ رتن سین کا مہاپنڈت راگھوچیتن بتاتا ہے جس کو راجہ رتن سین اس جرم میں ملک بدر کر دیتا ہے کہ وہ رانی پدماوتی اور راجہ رتن سین کو خلوت میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ راجہ رتن سین سے انتقام لینے کی غرض سے مہاپنڈت علاء الدین خلجی کو رانی پدماوتی کے حسن کی تفصیلات بتا کر میواڑ پر چڑھائی کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ رانی کے حسن کی تفصیل سے متاثر ہو کر علاء الدین خلجی دہلی سے میواڑ چڑھائی کرنے پہنچ جاتا ہے۔ لیکن راجہ رتن سین کی موت اور قلعہ فتح کرنے کے باوجود وہ رانی پدماوتی کو حاصل نہیں کر پاتا کیونکہ قلعہ فتح ہونے سے قبل ہی راجہ رتن سین کی موت کا سن کر رانی پدماوتی اپنے محل کی سینکڑوں داسیوں کو لیکر آگ میں کود جاتی ہے تاکہ علاء الدین خلجی اور اس کے سپاہیوں کے "ناپاک" وجود سے خود کو بچا سکیں۔ آگ میں کودنے کی اس رسم کو "جوہر" کہا جاتا ہے اور اس رسم کو ادا کرنے کی وجہ سے رانی پدماوتی کو ہندوؤں کی لوک کہانیوں میں دیوی مانا جاتا ہے۔

صوفی شاعر ملک محمد نے بغیر کسی سند اور پچھلے مورخ کا ذکر کئے اس کہانی کو نظم میں پیش کیا اور وہاں سے دیگر صوفیاء اور ہندو مورخین نے اس کہانی کو اخذ کر کے اس میں مزید مریج مسالہ لگا کر مسلمان بادشاہ علاء الدین خلجی کو خوب بدنام کیا جبکہ پدماوتی کی اس کہانی میں کوئی صداقت نہیں

اور نہ ہی علاء الدین خلجی نے چتوڑ پر حملہ کسی رانی کے لئے کیا تھا۔

جہاں تک بات رہی کہ علاء الدین خلجی ایک وحشی اور ظالم حکمران تھا جس کی رعیت اس کے ظلم و جبر کا شکار تھی تو یہ بات بھی سرتاپا غلط ہے۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ خلجی خاندان کا پہلا بادشاہ اور علاء الدین خلجی کا سگا چچا جلال الدین خلجی بہت نرم دل تھا، یہاں تک کہ وہ باغیوں کو بھی پکڑے جانے پر معاف کر دیا کرتا تھا جس کی وجہ سے امور ملکی میں خلل پڑنا شروع ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ جب جلال الدین خلجی کی نرم دلی کی شہرت عام ہوئی تو ملک بھر میں چوروں، ڈاکوؤں اور رہزنوں نے سراٹھا کر فتنہ فساد پھیلانا شروع کر دیا اور جب وہ گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس لائے جاتے تو بادشاہ انکو پیروں اور مشائخ کی طرح بغیر سزا دیئے وعظ و نصیحت کر کے چھوڑ دیتا اور وہ لوگ واپس جا کر پھر سے لوٹ مار کا بازار گرم کرتے۔ اس ڈھیل کی وجہ سے بادشاہ کے خلاف جگہ جگہ سازشیں شروع ہو گئیں اور خلجی امراء یہ کہنے لگے کہ اب بادشاہ سٹھیا گیا ہے اور حکومت کے لئے ناموزوں ہو گیا ہے۔ بہتر ہے کہ اسے معزول کیا جائے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا موزوں شخص تخت نشین ہو۔

یہ وہ حالات تھے جنہوں نے جلال الدین خلجی کے بھتیجے اور داماد علاء الدین خلجی کو اپنے چچا کے قتل پر ابھار کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے پر آمادہ کیا۔ علاء الدین خلجی کا حال اپنے چچا جلال

الدين جيسانہ ہو، اسی لئے علاء الدين خلجی نے حکومت میں آتے ہی چوروں، ڈاکوؤں اور باغیوں کے خلاف سخت تادیبی کاروائیاں کیں۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ حکومتی معاملات میں نرم دلی دکھانے کا کیا نقصان ہوتا ہے، سو پہلے دن سے ہی علاء الدين خلجی ہر مجرم کے لئے قہر ثابت ہوا۔ لیکن اس قہر کا صدور اس وقت ہوتا جب کوئی کسی جرم کا ارتکاب کرتا یا ملک میں فساد ڈالنے کی کوشش کرتا۔ وگرنہ علاء الدين خلجی میں اعلیٰ حکمرانوں کی کئی خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ ہندوستان کا جس قدر علاقہ اس کے زیر نگیں تھا، برطانوی حکومت سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوا۔ علاء الدين خلجی کے دور میں منگولوں اور تاتاریوں کا خوف پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھا لیکن یہ علاء الدين خلجی کا زور بازو اور تدبیر تھی کہ اس نے ہندوستان کو منگولوں کے حملوں سے بچا کر رکھا۔ چتوڑ کے قلعے کی فتح کے بعد جب علاء الدين واپس دہلی آیا تو سو لاکھ منگولوں کے ساتھ مغل سردار ترغی عین دہلی کے سامنے آن پہنچا تھا جس کو علاء الدين نے اپنے زور بازو اور حسن تدبیر سے بغیر ایک انچ زمین فتح کئے واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کے مزید کسی حملے سے بچنے کے لئے علاء الدين خلجی نے شمال مغربی سرحد پر مضبوط قلعے بنوائے اور ان کا انتظام غازی ملک کے سپرد کیا جو کہ بعد میں سلطان غیاث الدین تغلق کے نام سے تخت نشین ہوا۔ غازی ملک نے منگولوں اور تاتاریوں کو پے در پے شکست دی اور ان کا ہندوستان فتح کرنے کا خواب چکنا چور کر دیا۔ گویا اگر علاء الدين خلجی ہمت دکھا کر حسن تدبیر سے کام نہ لیتا تو منگول

ہندوستان کا بھی وہی حال کرتے جو انہوں نے بغداد کا کیا تھا۔

جہاں تک علاء الدین خلجی کی اپنی رعایا کے ساتھ سلوک کی بات ہے تو اس بابت ہم عصر مورخ ضیاء الدین برنی اپنی کتاب "تاریخ فیروز شاہی" میں خلجی کے خلاف تمام تر تعصب کے باوجود عہد علانی کی جو خصوصیات بیان کرتے ہیں وہ بالاختصار یہ ہیں:

۱۔ منگول حملہ آوروں کا قلع و قمع

۲۔ چھوٹے تاجروں پر سے ٹیکس کی معافی

۳۔ علاء الدین خلجی کی غیر معمولی اور مسلسل فتوحات

۴۔ غریبوں پر شفقت اور باغیوں اور متکبروں پر قہر

۵۔ مہنگائی میں از حد کمی اور غلے اور سامان معیشت کی فراوانی جس پر بارش کی کمی بیشی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

۶۔ ملک اور راستوں کا امن و سکون

۷۔ بے شمار نئی عمارتوں جیسے مساجد، سرائے اور قلعوں کی تعمیر۔

۸۔ تاجروں اور دکانداروں کی ترقی اور قواعد شاہی کی پابندی

۹۔ ملک میں علماء اور مختلف ماہر فن کا جمع ہونا

۱۰۔ عام رعایا کی روحانی اور علمی ترقی

(ماخوذ از تاریخ فیروز شاہی صفحہ نمبر ۳۲۹ تا ۳۴۱)

اسی طرح مشہور سیاح اور مورخ ابن بطوطہ جو کہ خلجی کی وفات کے چند سال بعد ہی ہندوستان میں وارد ہوا تھا، اپنے سفر نامہ "رحالہ" میں علاء الدین خلجی کی بابت لکھتا ہے:

"علاء الدین نے بیس برس حکومت کی، وہ بہت اچھے بادشاہوں میں شمار ہوتا تھا۔ اہل ہند اب تک اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ خود امور سلطنت انجام دیتا تھا اور ہر روز نرخ وغیرہ کی بابت دریافت کرتا تھا۔۔۔ کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے محتسب سے دریافت کیا کہ گوشت کے گراں ہونے کا کیا سبب ہے۔ اس نے کہا کہ گائے اور بکری پر محصول یعنی ٹیکس لیا جاتا ہے۔ بادشاہ نے اسی روز سے گائے بکری پر محصول ختم کر دیا۔۔۔ ایک دفعہ غلہ بہت مہنگا ہو گیا تو اس نے سرکاری گودام کھلوادے اور نرخ سستا ہو گیا۔"

رہی بات ملک کافور کی تو ملک کافور اور علاء الدین خلجی کے مابین جو غیر فطری تعلقات کی بات ہے تو یہ سب متعصب ہندو مورخین کا گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ کسی ہم عصر مورخ نے ملک کافور اور خلجی کے مابین اس طور کے غیر فطری تعلقات کی بات نہیں کی۔ تین سو چار سو سال کے بعد

آنے والے مورخین کا اس طرح کا جھوٹ گھڑ کر کسی حکمران کی طرف نسبت کر دینا خود اس بات کے وضعی ہونے کو کافی ہے۔ البتہ یہ سچ ہے کہ علاء الدین خلجی ملک کافور پر از حد اعتماد کرتا تھا جس کی وجہ سے خلجی سے چند انتظامی بد اعمالیاں بھی سرزد ہوئیں جو کہ یقیناً لائق مذمت بات ہے لیکن اس سے خلجی کے دور کی اچھی باتیں محو نہیں ہو جاتیں۔ سو ملک کافور اور خلجی کے مابین کسی غیر فطری تعلق سے متعلق بعد کے کسی مورخ کا کچھ لکھنا، چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان، صرف ایک گپ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

المختصر علاء الدین خلجی نہ تو کوئی ولی اللہ تھا اور نہ ہی کوئی ظالم و جابر بادشاہ۔ وہ ایک عام مسلم حکمران تھا جس کے دور میں رعایا خیر و خوبی اور ترقی کے ساتھ خوشحال زندگی جی رہی تھی اور جس کے دور میں ہندوستان نے نہ صرف ترقی کی بلکہ منگولوں کے فتنے سے بھی محفوظ رہا جس کے لئے ہندوستان رہتی دنیا تک علاء الدین خلجی کا احسان مندر رہیگا۔

نوٹ: علاء الدین خلجی کے عہد سے متعلق مفصل معلومات کے لئے شیخ محمد اکرام کی کتاب "آب کوثر" کی طرف مراجعت مفید رہے گی۔